دیں رک جایا کرو۔" اسی طرح سورۃ نسآمیں ہے (آیت 49) "جو اللہ اور رسول کی اطاعت کرے گا وہ ان لوگوں کے ساتھ ہوگا جن پر اللہ نے انعام فرمایا ہے۔" دوسری جگہ (آیت 80 میں) ارشاد ربانی ہے۔" جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے دراصل اللہ تعالےٰ کی اطاعت کی۔" سورۃ الاحزاب میں فرمایا گیا کہ " تم لوگوں کے لئے رسول اللہ کی ذات میں ایک نمونہ موجود ہے۔" سورۃ النجم (آیت 3 اور 4) میں فرمان الٰہی ہے۔" وہ (محمد) اپنی مرضی اور خواہش سے کوئی بات نہیں کرتے یہ تو وحی ہے جو انپر نازل کی جاتی ہے۔" سورۃ النساء میں ہے (آیت 105) " اے محمد ہم نے آپ پر کتاب (قرآن) حق کے ساتھ نازل فرمائی ہے۔ تاکہ آپ لوگوں کے درمیان اپنی سوجھ بوجھ سے جو اللہ نے آپکو عطاً فرمائی ہے۔ فیصلہ کریں۔" سورۃ قیامت میں ہے " پھر اس قرآن کا بیان کرنا بھی ہمارے ذمے ہے۔" ہمارے حضور پر نور احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے خطبے میں ارشاد فرمایا " میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں ایک کتاب اللہ دوسری میری سنت (یعنی عملی زندگی)۔" غرض یہ کہ شریعت قطعی واضح ہدایت کے ساتھ قیامت تک کے لئے مشعل راہ ہے۔ اس سے کسی کو انکار کی کوئی گنجائش نہیں ہے بلکہ خداوند عالم نے قرآن کریم میں امت رسول کو متنبہ بھی فرما دیا کہ " جو شخص رسول کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امرِ حق ہو چکا ہو اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستہ پر ہولیا تو ہم اس کا رخ اسی طرف رہنے دینگے جدھر وہ رخ کرے گا اور اسکو جہنم میں داخل کرینگے ---------- اور جو شخص اللہ اور رسول کا کہنا نہ مانے گا اور بالکل ہی اسکے ضابطوں سے نکل جائے گا اسکو آگ میں داخل کرینگے " وغیرہ وغیرہ۔

اتنی واضح اور روشن قرآنی تعلیمات کی روشنی میں اسلامی شریعت یا حدود شرع کی اہمیت و ماہیت کو سمجھنے میں کسی دشواری اور شبہ کے کوئی معنی نہیں ہیں۔ خاص کر وہ شرعی حدود جن کی صراحت و وضاحت قرآن و سنت سے بخوبی میسر ہے۔ پھر بھی کوئی مسئلہ امت مسلمہ کو ایسا درپیش ہو کہ جس کے لئے قرآن و سنت خاموش ہوں تو ایسی صورت میں بھی قواعد و کلیہ اور راہنما اصول ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مقرر کر دیئے گئے ہیں۔ اجتہاد کو ایسے مسائل معلوم کرنے کا ذریعہ بنا دیا گیا ہے یہ اجتہاد ایک مستقل شعبہ ہے۔ نہ کہ آج کل پارلیمنٹ کے ذریعہ جس اجتہاد کی باتیں بہت ہو رہی ہیں۔ کیونکہ اسمبلی میں پہنچنے والا خواہ کتنا ہی دنیاوی علوم و فنون کا ماہر ہو۔ جب تک دینی علوم قرآن و سنت اور فقہ سے پوری طرح واقف نہ ہو ایسے مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت سے بالکل محروم ہوگا۔ جبکہ اجتہاد کا تو اصل الاصول یہی ہے کہ سب سے پہلے قرآن کریم کی طرف رجوع کیا جائے پھر حدیث نبوی اور سنت رسول، پھر صحابہ کرام کی آرا اور انکے تعامل، پھر اجماع امت سے رجوع کیا جائے۔ اور اسکے ساتھ تقویٰ اور خلوص نیت اولین شرط ہے۔ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے جب حضرت معاذ بن جبل کو یمن پر قاضی اور حاکم بنا کر بھیجا تو حضور نے وقت رخصت آپ سے دریافت کیا کہ تم فیصلہ کس طرح کرو گے تو آپ نے جواب دیا " میں پہلے قرآن کی طرف رجوع کرونگا۔ اس میں حکم مل گیا تو اور طرف نہ دیکھونگا۔ اور اگر اس میں نہ ملا تو آپ کی حدیث و سنت دیکھونگا۔ اور اگر اس میں بھی نہ ملا تو پھر اپنے اجتہاد اور قیاس کو کام میں لاؤنگا۔"

اجتہاد کے اس مسلمہ اصول کی روشنی میں کیا کوئی شخص صرف پارلیمنٹ میں رکنیت حاصل کرنے کی وجہ سے اجتہاد یا افتاء کا مجاز ہو سکتا ہے۔؟ جبکہ ہماری اسمبلی کی رکنیت کے لئے کسی علمی سند کی پابندی بھی نہیں اور علمی سطح کا تو یہ عالم ہے کہ عوام کی اکثریت ہی پڑھنے یا لکھنے سے قاصر ہے۔ علم و فضل تو بہت دور کی بات ہے! قومی اور صوبائی اسمبلی کے ارکان ہمارے یہاں اکثر و بیشتر دینی علوم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ ایسے ارکان سے یہ توقع رکھنا کہ وہ شرعی مسائل حل کر سکیں گے یا شریعت کی روشنی میں قانون بنا سکیں گے غلط اور عبث ہے۔

باقی جہاں تک نفاذ شریعت کے ناگزیر ہونے کا تعلق ہے تو پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی نے قرار داد مقاصد منظور کر کے بحث و مباحثہ کا دروازہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہوا ہے۔

(بقیہ صفحہ ۵۳ پر)

خالد ہمایوں

# چلو بھائیو کشمیر جنت ملدی اے

کشمیر میں پہلی دفعہ ۱۹۳۱ء میں ایک بڑی تحریک کے شعلے بھڑکے تھے - وہاں کسی بدبخت نے قرآن کی بے حرمتی کر دی تھی - ڈوگرہ حکومت کے ظلم و تشدد سے مسلمان پہلے ہی دکھی تھے ' قرآن کی بے حرمتی کے واقعہ نے ان کے جذبات میں آگ بھر دی - حکومت کا ظلم و جور بڑھا تو مظلوم کشمیریوں کی جدوجہد کو بھی بال و پر مل گئے - ادھر پنجاب میں مجلس احرار اسلام نے مسلمانوں کی دینی غیرت کو جھنجھوڑا تو وہ اپنی جانیں ہتھیلیوں پر لے کر نکل آئے - اس دوران مرزائیوں نے تحریک کی باگ ڈور اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی مگر احرار اور علامہ اقبال نے ان کی سازشوں کو خاک میں ملا دیا - مولانا مظہر علی اظہر نے سیالکوٹ میں کارنیشن پارک ( موجودہ جناح پارک ) میں مجاہدین کا کیمپ قائم کر دیا جہاں سے روزانہ مسلمان جتھوں کی صورت میں جموں کا رخ کرتے تھے -

اس وقت میری عمر نو دس سال کے لگ بھگ تھی لیکن اس تحریک کے بت سے منظر آج بھی میری آنکھوں کے سامنے ہیں - ہمارا شہر سیالکوٹ دن رات ڈوگرہ حکومت اور مرزائیوں کے خلاف دل ہلا دینے والے نعروں سے گونجتا رہتا تھا

لا کے نعرہ تکبیر　　فتح جموں تے کشمیر
مویا راجہ تے وزیر　　آگئی مرزے دی تقدیر

یا پھر گلیوں میں نوجوان ' بوڑھے اور بچے ٹولیوں کی شکل میں یہ الفاظ کہتے ہوئے گزرتے تو سننے والوں کو سنے جذبوں سے سرشار کر دیتے تھے -

چلو بھائیو کشمیر جنت ملدی اے

ہر طرف عجیب جوش و خروش کا سماں تھا - جو لوگ جتھوں میں شامل ہونے کے لئے گھروں سے نکلتے ' انہیں گری اور چھواروں کے ہار پہنائے جاتے اور جلوس کی شکل میں انہیں کیمپ تک پہنچایا جاتا - ان کی قمیضیں سرخ ہوتی تھیں - یہ رنگ ان کے شوق شہادت کی علامت ہوتا تھا - بلکہ مجھے یاد ہے مردوں کے ساتھ ساتھ عورتوں نے بھی سرخ کپڑے پہننے شروع کر دیئے تھے - گلیوں اور بازاروں میں رنگسازوں نے جگہ جگہ اڈے بنا رکھے تھے - لوگ آتے اور کپڑے کپڑے قمیضیں رنگ کروا کے لے جاتے - جہاد پر جانے اور ڈوگرہ حکومت سے ٹکرانے کا جذبہ اتنا زیادہ تھا کہ سیالکوٹ شہر مردوں سے بڑی حد تک خالی ہو گیا - پیچھے رہ جانے والوں میں یا عورتیں تھیں یا بچے اور بوڑھے - ان کا کام جلوس نکالنا اور برطانوی سامراج اور کشمیر کی ڈوگرہ حکومت کے خلاف نعرے بلند کرنا تھا - ہر قسم کے کاروبار ٹھپ ہو کر رہ گئے تھے -

مجھے یاد ہے ایک روز اباجی دادی کے پاس چارپائی پر بیٹھے جتھوں میں شامل ہونے کے لئے اجازت طلب کر رہے تھے - کچھ عرصہ ہی پہلے انہیں ملتان میں نوکری ملی تو دادی نے کہا تھا " محمد سلطان ! تم اور تمہارا چھوٹا بھائی میری دو آنکھیں ہو - میرے جیتے جی کہیں نہ جاؤ - تم میرے سامنے رہتے ہو تو میرے کلیجے ٹھنڈ رہتی ہے - میں ایک گھڑی تمہاری فرقت برداشت نہیں کر سکتی - خدا تمہیں یہاں بھی بت رزق دے گا - " چنانچہ اباجی نے ملازمت کا ارادہ ترک کر دیا تھا اب جو انہوں نے اتنی " خطرناک مہم " پر جانے کی اجازت طلب کی تو دادی اجازت دینے پر فوراً تیار ہو گئیں - "

ساٹھ برس ہونے کو آئے ' دادی کے الفاظ آج بھی پوری طرح میرے حافظے میں موجود ہیں - اباجی کے سر پر دست شفقت پھیرتے ہوئے کہنے لگیں " بیٹا یہ تو دینی کام ہے - اس میں شامل ہونا چاہتے ہو تو میں تمہیں بخوشی اجازت دیتی ہوں لیکن یاد رکھو کتنی بھی تکلیف آئے کہیں پشت مت دکھانا ' حوصلہ نہ ہارنا - انشاء اللہ تمہیں فتح ملے گی - "

اجازت ملی تو اباجی کا چہرہ خوشی سے گلنار ہو گیا - فوراً کسی کے ہاتھوں قمیض رنگ کروانے کے لئے بازار بھیج دی - تھوڑی دیر بعد خاندان کے سارے افراد انہیں ہار پہنا کر احرار کے کیمپ کی طرف روانہ کر دیا - دوسرے تیسرے روز اطلاع ملی کہ جموں کی سرحد پر حکومت نے

( بقیہ صفحہ ۷۱ میں )